یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

تحریر: فیض احمد بشیر احمد متعلم مدینہ یونیورسٹی

''بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا'' یہ مقولہ شہرت کے اعتبار سے تو عام ہے جبکہ حقیقت کے اعتبار سے خاص اور بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ جب ہم گزشتہ تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ واقعی جب کوئی عظیم علمی شخصیت اور علامہ الدہر اس جہانِ فانی سے رخصت ہو جاتا ہے تو پھر مدتوں بعد ہی کوئی دوسرا اہلِ علم پیدا ہوتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ۔۔۔ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

گذشتہ سالوں میں یکے بعد دیگرے ہمارے کئی اجل علمائے کرام اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ابھی ان کے کفن بھی میلے نہ ہونے پائے تھے کہ عالم اسلام کی مایۂ ناز شخصیت اور عظیم عالمی سکالر علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ بھی داغ مفارقت دے گئے۔ ان کی وفات کو مکمل ایک برس گزر چکا ہے۔ پھر بھی ان کی وفات کا صدمہ تازگی پکڑے ہوئے ہے اور دل ان کی یادمیں مغموم ہیں۔

اب نجانے ایسا عظیم مفکر اور اجل اہل علم کتنی مدت بعد پیدا ہوگا۔ آپ ایک عہد ساز شخصیت اور مسلک اہل حدیث کا نہایت ہی قیمتی سرمایہ تھے۔ مسلک اہل حدیث کی اشاعت و ترقی کیلئے آپ نے جو خدمات سرانجام دیں وہ تاریخی اور مثالی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ کی وفات سے جماعت اور علمی حلقوں میں ایسا خلا پیدا ہوا ہے جو مدت تک پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔

اگر آپ کی زندگی کا بچپن سے جوانی اور جوانی سے وفات تک مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک ایسی ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے، جسے اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

بچپن سے ہی انہوں نے انتہائی اخلاص ومحنت سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی اور پھر اسی خلوص سے زندگی بھر قرآن وحدیث کی خدمت اور خالص توحید ورسالت کی اشاعت کرتے رہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی رحمت کے دروازے کھولتے ہوئے انہیں بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں سے نواز دیا کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إن الله لايضيع أجر المحسنين﴾

اللہ تعالیٰ نے آپ پر سب سے عظیم احسان یہ فرمایا کہ آپؒ کو بچپن ہی میں قرآن وحدیث کی تعلیم

کی طرف راغب کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ایسا قوی حافظہ بھی عنایت کیا کہ آپ جو کچھ ایک مرتبہ پڑھ یا سن لیتے وہ ازبر ہو جاتا۔ قرآن و حدیث اور اس کی تعلیم کے شغف نے آپ کو مدینۃ الرسول ﷺ سے وابستہ کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ نے مدینہ یونیورسٹی سے اعلیٰ نمبروں میں سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے حسن کارکردگی کی بنیاد پر یونیورسٹی کے اساتذہ و مشائخ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

آپؒ کو بچپن ہی میں مطالعے سے لگاؤ پیدا ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ اپنا اکثر وقت مطالعے میں صرف کرتے۔ خصوصاً قرآن و حدیث اور ان کی شروحات کے مطالعے میں آپ کو گہری دلچسپی تھی۔ علاوہ ازیں ملکی اور عالمی حالات کا بھی آپ گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔

وسیع المطالعہ اور وسیع النظر ہونے کی وجہ سے کوئی مذہبی مجلس ہوتی یا سیاسی، آپ کی گفتگو کو اس میں انتہائی اہمیت و مرکزیت حاصل ہوتی تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے من جملہ صلاحیتوں میں سے تدریسی صلاحیت اعلیٰ درجے کی عطا فرمائی تھی کیونکہ کوئی سبق بھی مطالعہ کئے بغیر نہ پڑھاتے تھے۔ اندازِ تدریس بہت شگفتہ اور سہل ہوتا، مشکل سے مشکل عبارت ایسے آسان پیراؤں میں طلبہ کو سمجھاتے کہ پھر وہ کبھی نہ بھولتے۔ آپؒ سے علمی فیض حاصل کرنے والے طلبہ آج بھی آپ کی تدریس کے معترف ہیں۔

فن خطابت تو آپؒ کو ایسا دیا گیا تھا کہ کئی کئی گھنٹے خطاب فرماتے اور جب خطاب ختم ہوتا تو سامعین میں مزید سننے کی چاہت ابھی باقی ہوتی۔ اندازِ بیاں ایسا سحر انگیز ہوتا کہ ہر بات دل میں اتر جاتی۔ آپؒ کے خطبہ جمعہ کو سننے کیلئے لوگ دوسرے شہروں اور مسجدوں سے چوک اہل حدیث جہلم کا رخ کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ پاکستان سمیت عرب و یورپ میں بھی آپؒ کے خطابات کو بے حد پسند کیا جاتا۔ آپؒ کے خطباتِ جمعہ، علمی دروس اور خطابات کی مختلف موضاعات پر مشتمل تقریباً ایک ہزار آڈیو کیسٹیں موجود ہیں۔ جو کہ قرآن و حدیث کے علمی و ادبی نکات اور فن خطابت کا ایک انمول تحفہ اور قیمتی خزانہ ہیں۔

عام طور پر یا کسی خطاب و درس کے بعد یا کسی عام کانفرنس یا کسی پریس کانفرنس میں جب آپؒ سے کوئی سوال کیا جاتا تو آپؒ نہایت اطمینان اور تبسم سے ایسا مدلل جواب دیتے کہ سائل کی علمی تشفی ہو جاتی اور وہ مطمئن ہو جاتا۔ اردو اور عربی اخبارات و رسائل میں کئی مرتبہ آپ کے انٹرویوز شائع ہوئے جو کہ آپؒ کے علمی تبحر کی بہترین دلیل ہیں۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خصوصی نعمت عنایت فرمائی تھی وہ قائدانہ صلاحیتیں تھیں۔ واقعی آپؒ میں یہ نعمت بدرجۂ اتم موجود تھی کیونکہ آپؒ نے کئی دینی و فلاحی اداروں اور کئی تنظیموں کو اپنی زیرِ نگرانی

نہایت ہی حسن اسلوب اور محنت سے چلاتے ہوئے ترقی کی راہوں پر گامزن کیا تھا۔ جن کی تفصیل کچھ اس طرح سامنے آتی ہے۔

رئیس الجامعہ ہونے کی حیثیت سے آپؒ جامعہ علوم اُثریہ (للبنین) اور جامعہ اُثریہ للبنات سمیت جہلم اور گردونواح کی تقریباً چالیس مساجد کا انتظام و انصرام نہایت ہی احسن طریقے سے کیا کرتے تھے۔ طلبہ و طالبات کے قیام اور علاج معالجے پر خصوصی توجہ دیتے نیز اساتذہ اور طلبہ سے میل جول رکھتے۔ ان کے مسائل سنتے اور ان سے ہر ممکن تعاون بھی فرماتے۔

انجمن اہل حدیث جہلم اور مرکزی جمعیت اہل حدیث و اہل حدیث یوتھ فورس جہلم سٹی و ضلع جہلم کے امیر و سرپرست ہونے کی حیثیت سے تمام عہدیداران و اراکین سے مضبوط رابطہ رکھتے۔ ان کیلئے تربیتی اور تبلیغی اجلاس و کنونشن کرواتے نیز تنظیمی کارکردگی کو بہتر اور مربوط کرنے کیلئے خصوصی میٹنگیں بلاتے اور اراکین کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر ہونے کی حیثیت سے جماعت کی ترقی و مضبوطی کیلئے آپ بے حد کوشاں رہتے۔ ملکی اور عالمی سطح پر جماعت کو بہترین انداز میں متعارف کرواتے۔ مذہبی اور سیاسی ہر دو لحاظ سے جماعت کا بھرپور ساتھ دیتے۔ جماعتی سرگرمیوں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔

جماعت کے کسی اجلاس میں اگر آپ موجود نہ ہوتے تو اسے ادھورا سمجھا جاتا اور جس اجلاس میں آپ شریک ہوتے اسے اپنے مفید مشوروں سے چاند لگا دیتے۔ یہی وجہ تھی کہ نواز شریف دور میں جب ولی عہد سعودی عرب شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز پاکستان تشریف لائے تو ان سے ملاقات کیلئے امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ نے اپنے ہمراہ حضرت علامہ محمد مدنیؒ کا انتخاب فرمایا۔

ان تمام ذمہ داریوں کے علاوہ آپ نے تحفظ حرمین شریفین موومنٹ کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے حرمین شریفین (بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف) کے تقدس و تحفظ کیلئے نعرۂ حق بلند کیا اور پھر انتھک محنت کی اور دن رات ایک کر دیا یہاں تک کہ صدام کو منہ کی کھانا پڑی۔

آج بھی ارباب خلیج سے لے کر عوام خلیج تک خصوصاً اہل سعودیہ آپ کی اس عظیم الشان خدمت اور نیکی کو سنہری الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی تھوڑی دیر کیلئے بیٹھا ہے اور آپ کی گفتگو کو سنا ہے تو وہ اس بات پر شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرمین شریفین کی محبت ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

یقیناً ! آپ کو حرمین شریفین سے بے حد پیار تھا۔ یہ بات میں ویسے ہی نہیں لکھ رہا، مجھے اچھی

طرح یاد ہے کہ گزشتہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تقریباً ایک ہفتہ میں نے مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔ جس دن یا رات کو میں بیت اللہ شریف میں سو جاتا تو حضرت علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ کی خواب میں مجھے زیارت ضرور ہوتی۔ دوران قیام چار پانچ مرتبہ ایسا ہوا بلکہ ایک دن بعد از ظہر یا بعد از عصر میں بیت اللہ شریف کے تہہ خانے میں تھا کہ مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں آپ کی زیارت ہوئی ساتھ ہی بارش بھی ہو رہی تھی۔ جونہی میری آنکھ کھلی میں تہہ خانے سے صحن کعبہ کی طرف آیا اور دیکھا کہ حقیقتاً موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔

یہ سب کچھ کیوں تھا؟ اس لئے کہ وہ ہمیشہ صدق دل سے اور علی الاعلان یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا دربار بھی ایک ہے اور وہ بیت اللہ ہے اور ہماری سرکار بھی ایک ہے اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ہمارے دربار جیسا دنیا میں کوئی دربار نہیں اور ہماری سرکار جیسی دنیا میں کوئی سرکار نہیں۔ جب سے ہم نے یہ دربار دیکھا ہے ہماری آنکھوں میں کوئی دربار جچتا ہی نہیں اور جب سے ہم نے یہ سرکار دیکھی ہے ہمارے آنکھوں میں کوئی اور سرکار جچتی ہی نہیں۔ (ماشاء اللہ)

باقی ملکوں کو چھوڑیں.... سرزمینِ سعودیہ پہ عام عربی و عجمی سے لے کر آئمہ حرم تک جو بھی آپ کو جانتا تھا جب اس سے ملاقات ہوئی تو اس کو آپؒ کی عظمت کا معترف اور اس کی آنکھوں کو پرنم پایا۔ ہم جانتے ہیں کہ علامہ محمد مدنیؒ کی وفات سے ہم ایک علامہ العصر، ایک متبحر العلم شخصیت، ایک عظیم عالمی سکالر، ایک ولولہ انگیز خطیب، ایک باصلاحیت و باکردار قائد، ایک مخلص مربی اور ایک نہایت ہی محسن و مشفق ہمدرد سے محروم ہو چکے ہیں۔

جب حاصل تھا اُن کا قرب تو حسیں کائنات تھی ۔۔۔ چُھوٹا جب اُن کا ساتھ تو پھر دن بھی رات تھی
اُن کی شفقتِ دعا سے آیۂ رحمت تھی زندگی ۔۔۔ بچھڑے جب ان سے گویا قیامت تھی زندگی

تاہم جب ہم ان کے لگائے ہوئے گلشن کے پھولوں کو قرآن و حدیث کی خوشبو بکھیرتے اور ان کے عظیم مشن کو مزید آگے بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں تو دل مطمئن ہو جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت حافظ عبدالغفورؒ اور ان کے ہونہار صاحبزادے علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ کی اخلاص سے بھرپور کاوشوں، محنتوں اور دعاؤں کو شرف قبولیت بخش دیا ہے۔

مجھے سرزمین حجاز میں ابھی چند ماہ ہی گزرے ہیں۔ اس دوران سعودیہ سمیت دبئی، قطر، کویت، برطانیہ اور امریکہ وغیرہ سے جو بھی جاننے والا ملتا ہے تو وہ سب سے پہلے پرنم آنکھوں سے حضرت علامہ محمد مدنیؒ کی وفات پر اظہار تعزیت کرتا ہے اور پھر ان کی ذات سے وابستہ کوئی نہ کوئی اچھی بات یا واقعہ ضرور سناتا ہے۔

واقعی اسلام کی گراں قدر خدمات کے عوض اللہ تعالیٰ نے انہیں مقبول ومحبوب بنادیا تھا۔لوگوں کے دلوں میں ان کی قدر پیدا کردی تھی۔وہ جب بھی ان کا تذکرہ کرتے ہیں تو انہیں اچھے کلمات سے یاد کرتے ہیں۔یقیناً یہ اچھے کلمات ان کیلئے اشجارِ مثمرہ ہیں جو تا قیامت اجر وثواب کی صورت میں اپنا پھل دیتے رہیں گے۔(ان شاء اللہ)

ان چند اوراق میں آپؒ کی خدمات کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔دینی وسیاسی میدان میں دیکھیں یا جماعتی ومسلکی میدان میں، دعوتی وتبلیغی میدان میں دیکھیں یا نشرواشاعتی میدان میں، ملکی وقومی میدان میں دیکھیں یا فلاحی ورفاہی میدان میں، الغرض ہر اچھے میدان میں آپؒ کی ایسی ایسی خدمات نظر آئیں گی جن سے آپ کی یادوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور منہ سے بے ساختہ آپ کیلئے دعائیں نکل آتی ہیں۔

چمن میں جب بھی غنچے مسکرائے تو وہ یاد آئے　　کسی بلبل نے جب نغمے سنائے تو وہ یاد آئے
گلوں کی جب پتیاں لرزیں تو یہی گہرا اشارہ تھا　　صبا کے نرم جھونکے سرسرائے تو وہ یاد آئے

بعض مقامات پر تو وہ ایسے یاد آتے ہیں کہ آنکھیں پرنم اور دل پرغم ہو جاتا ہے۔(اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ)

آپؒ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ کیا۔امانت ودیانت کو اپنا شعار بنایا اور اپنی ذمہ داریوں میں کسی قسم کی بھی سستی وغفلت کا مظاہرہ نہیں کیا۔بلکہ آپؒ نے اپنی زندگی کو ہمیشہ خدمت دین اور خدمت خلق میں مصروف رکھا اور اپنی تمام ذمہ داریوں کو نہایت ہی خلوص ومحنت اور خوش اسلوبی سے نبھایا۔تحدیثِ نعمت کے طور پر یہاں ان کی روزمرہ مصروفیات وخدمات کا ایک سرسری نظر میں خاکہ پیش کر رہا ہوں۔شاید اسے پڑھ کر ہمارے دل میں بھی محنت ولگن سے خدمت اسلام کا احساس وجذبہ پیدا ہو جائے۔

☆ دو عدد بڑے جامعات (للبنین اور للبنات) کے اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں نیز طلبہ وطالبات کے قیام وطعام، علاج معالجے اور دیگر ضروری اخراجات کا انتظام آپؒ کے ذمہ تھا۔

☆ جہلم اور گردونواح کی تقریباً چالیس مساجد کے ائمہ وخطباء کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات کا انتظام بھی آپؒ کے ذمے تھا۔

☆ اُثریہ مڈل سکول فار بوائز اور اُثریہ مڈل سکول فار گرلز کے اخراجات بھی آپؒ کے ذمہ تھے۔

☆ اُثریہ فری ڈسپنسری اور اُثریہ فری ہسپتال بھٹیال کے جملہ مصارف کا انتظام آپؒ کے ذمہ تھا۔نیز ان جامعات، مساجد، اسکولز اور دیگر فلاحی اداروں کی دیکھ بھال اور مکمل نگرانی بھی آپؒ کے ذمہ تھی۔جسے

آپؒ بڑے احسن طریقے سے سرانجام دیتے تھے۔

☆ اکثر و بیشتر رات کو جہلم یا دور دراز علاقوں میں حسب وعدہ دعوت و تبلیغ کے پروگرامز میں شرکت فرما کر خطابات کرتے جبکہ دن کو زیرتعمیر مساجد و مدارس خواہ وہ قریب ہوتیں یا بعید، خود جا کر ان کا معائنہ کرتے اوران کی تعمیروترقی کا جائزہ لیتے۔

☆ پس ماندہ علاقوں میں کنویں کھدوا کر، موٹریں یا نلکے لگوا کر لوگوں کو میٹھا پانی مہیا کرنا بھی آپؒ کے خدمت خلق پروگرام میں شامل تھا۔

☆ علاوہ ازیں آپؒ کی زیرنگرانی کفالت ایتام پروگرام کے تحت بے شمار یتیموں کو مسلسل وظائف بھی دیئے جاتے تھے۔

☆ آپؒ اپنی زیرنگرانی مجلس التحقیق الأثری کے تحت مختلف زبانوں میں قرآن وحدیث پر بے شمار کتب و لٹریچر شائع کروا کے مفت تقسیم کرواتے تھے۔ مشہور زمانہ مستند کتاب مختصر سیرت الرسول ﷺ کا اردو ترجمہ اور کتابت والد مرحوم حضرت حافظ عبدالغفورؒ اپنی زندگی میں کروا گئے تھے۔ ۸۰۸ صفحات پر مشتمل یہ ضخیم مجلد خوبصورت کتاب ۲۰ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر اسے فری تقسیم کرنے کی سعادت آپؒ نے حاصل کی۔

مذکورہ بالا تمام مصروفیات وخدمات کے باوجود آپؒ جماعتی، سیاسی، ملکی اور غیر ملکی پروگراموں اور کانفرنسوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ نیز عرصۂ دراز سے آپ کے زیراہتمام ماہنامہ ''حرمین' باقاعدگی سے شائع ہورہا تھا جو کہ آج بھی اندرون ملک و بیرون ملک میں توحید وسنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کے خاتمے کیلئے اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ آپؒ ماہنامہ ''حرمین'' کی اشاعت میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔ جبکہ شمارہ شائع ہونے سے پہلے اس کے مسودے کا مطالعہ بھی فرمایا کرتے تھے۔

قارئین کرام ! ان مذکورہ تمام ذمہ داریوں اوران کی ادائیگی سے اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے علامہ محمد مدنیؒ کو کتنی خوبیوں اور کس قدر صلاحیتوں سے نوازا تھا کہ وہ اکیلے ہی بیک وقت کتنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ (ہذا من فضل ربی)

اب یہ تمام ذمہ داریاں اور خدمات علامہ محمد مدنیؒ کے خاندان خصوصاً ان کے بھائیوں فضیلۃ الشیخ الحافظ عبدالحمید عامر حفظہ اللہ رئیس الجامعہ اور الشیخ الحافظ احمد حقیق حفظہ اللہ مدیر الجامعہ کے کندھوں پر آ پڑی ہیں۔ دلی دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمارے ان بزرگوں کو صحت وسلامتی اور اپنے حفظ وامان میں رکھے اور انہیں ان تمام ذمہ داریوں کو نہایت خلوص اور احسن طریقے سے نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)